خصوصی اشاعت برائے عُرس مُبارک

میثاق النبیّین

حضرت مفتیٔ اعظم ہند

علامہ شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ مظہرِ اسلام

لاہور، پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۸۴۰

سلسلہ اشاعت نمبر ۱۶

بغیر اجازت شائع نہ کریں۔

بیاد

شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
شاہی امام مسجد "فتحپوری" دہلی

نام کتاب ــــــ میثاق النبیین
مصنف ــــــ حضرت مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی
مرتب ــــــ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
تاریخ اشاعت ــــــ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ / دسمبر ۱۹۹۸ء
تعداد ــــــ گیارہ سو (۱۱۰۰) صفحات : ۲۴
کتابت ــــــ محمد ریاض ۲۰۵، ذوالقرنین چیمبرز گنپت روڈ لاہور
مطبع ــــــ شرکت پرنٹنگ پریس، نسبت روڈ لاہور
ھدیہ ــــــ ۱۰ روپے

نوٹ: شائقین مطالعہ ۱۰ ر روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر طلب کریں۔

رابطہ

ادارۂ مظہر اسلام

نئی آبادی، مجاہد آباد، مغلپورہ، لاہور، پاکستان، کوڈ نمبر ۵۴۸۴۰

میثاق النبیین

(۱)

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون و ادخل فی امتہ جمیع المرسلین فضل اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین برحمتہ وھوا رحم الراحمین۔ امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

(آل عمران: ۸۱، ۸۲)

(یعنی "اے محبوب! وہ وقت بھی یاد کیجئے کہ جب اللہ نے انبیاء کرام سے اس کا عہد لیا تھا کہ جب تمہارے پاس کتاب اور حکمت آئے، پھر تمہارے پاس ایک رسول آئے جو اس کی تصدیق کرتا ہو تو تم ضرور ضرور ان پر ایمان لانا (اور تاکیداً کہا جاتا ہے کہ) تم اس کی مدد کرنا (پھر دریافت فرمایا کہ) تم نے اس کا اقرار کر لیا، اور اس پر بھاری ذمہ

لے لیا؟ سب نے عرض کیا کہ ہم نے اس کا اقرار کر لیا، پھر فرمایا کہ
اچھا اب تم ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ اور میں بھی اس اقرار پہ گواہ
ہوں اب جو اس اقرار سے پھرے گا تو وہی فاسق ٹھہرے گا۔

محدثین اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جس قدر انبیاء بھیجے سب سے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عہد لیا کہ تمہاری زندگی میں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو جائیں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی مدد کرنا، یونہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت آئی ہے۔ واللہ اعلم

اس آیۃ کریمہ میں اس عہد کو کس قدر مہتم بالشان ٹھہرایا ہے کہ اس سے زائد اہتمام متصور ہی نہیں ہو سکتا ـــــ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں، ان سے حکم الٰہی میں خلاف محتمل ہی نہیں ہو سکتا، لیکن صرف اس پر اکتفا نہ کیا گیا کہ وہ تمہارے پاس آئے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، بلکہ اس عہد کو "لام قسم" سے مؤکد کیا جاتا ہے کہ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ، پھر اس پر "نون تاکید" لائے اور وہ بھی "ثقیلہ" کہ تاکید میں بھی زیادتی پیدا کرے، پھر کمال اہتمام ملاحظہ کیجیے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں کہ ءَاَقْرَرْتُمْ ـــــ کہ تم نے اقرار بھی کیا؟ ـــــ پھر اس پر بھی بس نہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ "اَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ" ـــــ "کہ میرا بھاری ذمہ لو" ـــــ پھر "علیٰ ھٰذا" کافی تھا لیکن "علیٰ ذٰلِکُمْ" فرمایا کہ بُعدِ اشارت دلیلِ عظمت ہے ـــــ عرض کیا "ہم نے اقرار کیا" ـــــ پھر اس اقرار کو بھی قوت دی جاتی ہے کہ "فَاشْهَدُوْا" یعنی آپس میں ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ ـــــ اور اس پر بھی بس نہیں، فرمایا جاتا ہے "وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ" یعنی یہ بھی یاد رکھنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ ٹھکانا ہے تاکیدات کا؟ ـــــ

پھر اس قدر عظیم، جلیل تاکیدوں کے بعد بھی ان معصومین حضرات کو سخت تہدید اور فرمادی گئی کہ "فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ" "اب جو اقرار سے پھر یگا فاسق ٹھہرے گا۔"

اس عہدِ ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی پاک و مبارک مجالس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب کا ذکر کرتے اور اُمت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا عہد لیتے رہے یہاں تک کہ پچھلے رسول سیدنا حضرت عیسٰی علیہ السلام "مُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ" (الصف ۶) فرماتے تشریف لائے جس کا ذکر قرآن کریم میں فرمایا۔ چنانچہ قدیم سے سب اُمتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح کی دعائیں کرتے رہے جس کی تصدیق قرآن کریم فرماتا ہے "وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ" (البقرہ ۸۹) یعنی "پہلے تو اہلِ کتاب کافروں پہ اس کے وسیلے سے فتح مانگتے رہے پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لے آیا تو منکر ہو گئے تو خدا کی پھٹکار منکروں پہ" اسی بیان الٰہی کا سبب ہے کہ حدیث شریف میں سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> "قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ آج اگر دُنیا میں موسٰی (علیہ السلام) ہوتے تو میری پیروی کے سوا اُن کو کچھ گنجائش نہ ہوتی۔"

اور یہی وجہ ہے کہ آخر زمانے میں جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو باوجود اس کے کہ بدستور منصب رسالت پر ہوں گے لیکن حضور صلی اللہ علیہ کے اُمتی بن کر رہیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شریعت پر عمل فرمائیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

امام علامہ ابن عبدالکافی سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس آیت کی میں تفسیر کر رہا ہوں اس کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ "التعظیم والمنۃ فی لتؤمنن بہ ولتنصرنہ" لکھا۔ اس میں یہ ثابت کیا ہے کہ ہمارے آقا سب انبیاء کے نبی ہیں اور ان کی امتیں سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت زمانۂ آدم علیہ السلام سے روزِ قیامت تک جمیع خلق اللہ کو شامل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی الانبیاء ہونے کا ہی باعث ہے کہ شبِ اسریٰ تمام انبیاء و مرسلین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کی اور اس کا پورا ظہور قیامت کے روز ہوگا جب آپ کے جھنڈے کے نیچے یہ تمام انبیاء و رسل ہوں گے۔" اس رسالے کو بہت ائمہ نے پسند فرما کر اپنی تصانیف میں نقل کیا۔

الحاصل مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیہ کریمہ کے مفاداتِ عظیمہ پر غور کرے صاف صریح اشارہ فرما رہی ہے کہ یہ ذاتِ گرامی صفات، اصل الاصول اور رسولوں کے رسول ہیں، جو نسبت اُمتیوں کو انبیاء علیہم السلام سے ہے وہ نسبت رسولوں کو اس ذاتِ عالی صفات سے ہے اور اس آیت کریمہ کی تاکیدات پر نظر کیجئے تو اس اونچے درجہ کی تاکیدیں ہیں کہ اس سے اونچی تاکید متصور ہی نہیں ہو سکتی۔ جس طرح توحید کے بارے میں تاکید کی گئی ہے کہ ملائکہ مقربین کو تہدید کی گئی کہ :۔

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۔ (الانبیاء ، ۲۹)

یعنی "جو ان میں سے کہے گا کہ اللہ کے سوا میں معبود ہوں اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے، ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔"

وہی تہدید یہاں رسولوں کو ہے گویا ارشاد ہے کہ جس طرح ہمیں ایمان کے جزو اول "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا اہتمام ہے یونہی جزو دوم "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" سے اعتنائے تام ہے۔

تمام جہاں کا خدا ہوں کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے۔ میرا رسول بھی سارے عالم کا رسول ہے کہ انبیاء و مرسلین بھی اس کی بیعت و خدمت کے دائرہ محیط میں داخل ہیں وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ۔

اور یہی شان آپ کی بعثت میں نظر آتی ہے کہ ارشاد ہوتا ہے:۔

وَمَآ اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَۃً لِّلعٰلَمِینَ (الانبیآء : ۱۰۷)

(اے محبوب!) ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر سارے جہاں کے لئے رحمت۔

"عالم" ماسوا اللہ کو کہتے ہیں، جس میں انبیاء، ملائکہ، جنات و انسان، شجر و حجر، صحرا و دریا، بیسیوں قسم کے عوالم ہیں اور اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ سب پر رحمت ہیں۔ چنانچہ اولیائے کاملین فرماتے ہیں کہ جو کسی کو نعمت ملتی ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ملتی ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنی اس بیت میں اشارہ فرمایا ہے، فرماتے ہیں :۔

فاشہد ان اللہ راحم خلقہ

وانک مفتاح الکنز المواہب

یعنی کہ میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم فرمانے والا ہے اور اس کی شہادت دیتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعمتوں اور بخششوں کے خزانے ہیں۔"

تو گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر شریف تمام ہی انعام الٰہیہ کا ذکر ہے، برخلاف اس کے کہ اگر آپ نعمتوں کے افراد پر نظر کریں تو کہاں تک اس کی نعمتوں کا ذکر کر سکتے ہیں؟ جن کا شمار، شمار کرنے والے کی طاقت سے باہر ہے۔ جس کو جناب باری خود ارشاد فرما رہا ہے:۔

وَاِن تَعُدُّوا نِعمَتَ اللّٰہِ لَا تُحصُوھَا (النحل : ۱۸)

یعنی" اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے"۔
تو جن کا شمار میں آنا ہی ممکن نہیں ان کا ذکر کیسے کیا جا سکتا ہے ؟ ہاں اگر آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر لیا تو گویا آپ نے تمام ہی انعام الٰہیہ کا ذکر کر لیا۔
الغرض خواہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجموعۂ انعامِ الٰہیہ تصور کیا جائے یا صرف ایک ایسی نعمتِ عظیمہ جس سے اونچے درجے کی کوئی نعمت نہیں بہر حال یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف سب سے اونچے درجے کی نعمت ہے۔
یہ جو کچھ عرض کیا شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی ابیات سے متعلق تھا اس سے بھی زیادہ مصنف "دلائل الخیرات شریف" نے اپنی ابیات میں جہاں اسم "رحمۃ اللہ" سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا ہے وہاں آپ نے اسم " نعمۃ اللہ" سے بھی یاد کیا ہے وہ فرماتے ہیں :-

یا رحمۃ اللہ انی خائف وجل
یا نعمۃ اللہ انی مفلس عانی

یعنی" اے اللہ کی رحمت ! بیشک میں ڈر رہا ہوں ، لرز رہا ہوں
اے خدا کی نعمت ! بے شبہ میں محتاج و عاجز ہوں"۔

آگے چل کر فرماتے ہیں :-

ولیس لی عمل القی العلیم بہ
سوی محبتک العظمی وایمانی

یعنی" اور میرے پاس کوئی ایسا عمل نہیں جس کے بھروسہ پر خدائے علیم کی جناب میں حاضر ہوں سوائے آپ کی محبت عظیمہ اور اپنے ایمان کے"۔

فکن امانی من شر الحیاۃ ومن
شر الممات ومن احراق جسمانی

یعنی" حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے امان اور پناہ ہو جائیں زندگی اور موت
کی بُرائی سے اور میرے بدن کے جلنے سے"۔

وکن غنی الذی ما بعدہ فلس
وکن فکانی من اغلال عصیانی

یعنی" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے حق میں ایسی غنا اور لاپرواہی ہو جائیں
جس کے بعد پھر محتاجی نہ ہو، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گناہوں کے
طوقوں سے چھٹکارے کا باعث ہو جائیں"۔

دیکھا آپ نے ! یہ ہے اُمت کے بزرگوں اور ولیوں کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی جناب میں جذبات !

(ب)

اب میں اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں ـــــ جو آیت میں نے تلاوت
کی جو میرے بیان کی زیب عنوان ہے ـــــ میں نے اس کی تفسیر میں حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کا ذکر کیا تھا تو اسی کو ذرا تفصیل کے ساتھ عرض کرتا ہوں
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

لم یبعث اللہ نبیًا من آدم فمن دونہ الا اخذ علیہ العہد
فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لئن بعث وھو حی لیؤمنن بہ
ولینصرنہ ویاخذ العہد بذلک علی قومہ ـ

یعنی" اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک جتنے
انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ
اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور انکی
مدد کرے اور اپنی اُمت سے اس مضمون کا عہد لے"۔

چنانچہ اس عہدِ ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقبِ جلیلہ و مناصبِ رفیعہ کی نشر و اشاعت کرتے رہے اور اپنی پاک و مبارک مجالس و محافل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد و مدح کرتے اور اپنی اُمتوں سے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے رہے۔ یہانتک کہ وہ پچھلا مژدہ دینے والا، کنواری بتول کا ستھرا بیٹا مسیح کلیم اللہ علیہ صلوات اللہ "مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ" کہتا ہوا تشریف لایا۔ یہ آیۃ کریمہ کا ایک جز ہے، پوری آیۃ کریمہ یوں ہے:

وَاِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ (الصف: ٦)

یعنی محبوب! ان اہلِ کتاب کو حضرت عیسٰی ابنِ مریم کا قول تو یاد دلائیے جب انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ اے بنی اسرائیل! میں خدا کی طرف سے بھیجا ہوا رسول آیا ہوں۔ یہ کتاب تورات جو مجھ سے پہلے نازل ہو چکی ہے اور میرے آگے ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے اور جس کا نام نامی "احمد" ہے۔ پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس معجزاتِ باہر اور کھلی ہوئی نشانیوں کے ساتھ تشریف فرما ہوا تو ہوا یہ کہ کہنے لگے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے"۔

حضرت عیسٰی علیٰ نبینا و علیہ السلام کی یہ بشارت کوئی نئی نہ تھی۔ ہمیشہ اللہ تعالےٰ اس نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے بارے میں آدم اور اُنکے بعد انبیاء علیہم التحیۃ والثناء

سے پیشین گوئی فرماتا رہا اور اس عہد کو یاد دلاتا رہا ـــــــ چنانچہ قدیم سے سب اُمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتی رہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اپنے دشمنوں پر فتح طلب کرتی رہیں (جس کا ذکر پیچھے آچکا ہے) علماء فرماتے ہیں کہ جب یہود مشرکوں سے لڑتے تو دعا کرتے :-

اللھم انصرنا علیھم بالنبی المبعوث فی اٰخر الزمان الذی نجد صفتہ فی التوراۃ ۔

"الٰہی! ان پر ہمیں مدد عطا فرما صدقہ اُس نبی کا جو آخر زمانے میں مبعوث ہونے والا ہے، وہ جس کی تعریف ہم تورات میں پاتے ہیں"۔

چنانچہ اس دُعا کی برکت سے انہیں فتح دی جاتی تھی، یہ اُسی پیمانِ الٰہی کی وجہ ہے جس کا ذکر آیۂ کریمہ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ میں آیا ہے اور کیوں نہ ہو حدیث میں آیا ہے :-

والذی نفسی بیدہ لو ان موسٰی کان حیًّا الیوم ما وسعہ الا ان یتبعنی ۔

یعنی قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر آج موسٰی دُنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی"۔

یہی وجہ ہے کہ جب آخر زمانے میں سیدنا عیسٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے تو باوجودیکہ بدستور نبوت و رسالت کے منصب رفیع پر ہوں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہی پر عمل فرمائیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اُمتی یعنی امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

کیف انت اذا ابن مریم فیکم و امامکم منکم ۔

"تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابنِ مریم تم میں اُتریں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔"

حاکم نے عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے :۔

اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ عیسیٰ ان اٰمن بمحمد و أمر من ادرك من امتك ان یؤمنوا به فلولا محمد ماخلقت آدم ولا الجنة ولا النار۔

یعنی "اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی کہ عیسیٰ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا، اور تیری اُمّت میں سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں انہیں حکم فرما کہ اس پر ایمان لائیں۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنّت و دوزخ کو۔"

ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید المرسلین علیہ التحیۃ الیٰ یوم الدین فرماتے ہیں :۔

اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ بنی اسرائیل انه من لم یلقنی باحمد ادخلته النار الیٰ اٰخره۔

یعنی "اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو خبر دے دو کہ جو احمد کو نہ مانے گا اسے دوزخ میں داخل کروں گا۔"

عرض کیا "احمد کون ہے ؟" ——— فرمایا کہ میں نے کسی مخلوق کو اُس سے زیادہ عزّت والا اپنی بارگاہ میں نہ بنایا، میں نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے اُس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اور جب تک وہ اور اُس کی اُمت داخل نہ ہولے، جنّت کو اپنی تمام مخلوق پر حرام کیا۔"

عرض کیا، "اس کی اُمّت کون ہے ؟" ——— فرمایا وہ بڑی حمد کرنیوالی ہے اور دُوسری صفاتِ جلیلہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائیں۔"

عرض کیا کہ "الٰہی مجھے اس اُمت کا نبی فرما دے"! —— فرمایا "ان کا نبی انہیں میں سے ہوگا" —— عرض کیا "مجھے اس کی اُمت میں داخل فرما" فرمایا "تو زمانے میں مقدم ہے اور وہ بعد میں آنیوالا ہے۔ مگر گھبراؤ نہیں ہمیشگی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کر دوں گا"

علامہ فاسی، مطالع المرآت (شرح دلائل الخیرات) میں تورات کی چند آیات نقل فرماتے ہیں جن میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

یاموسٰی احمدنی اذا مننت علیك مع کلامی ایاك بالایمان باحمد و لو لم تقبل الایمان باحمد ماجاورتنی فی داری (الیٰ اخرہ)

"اے موسٰی! میری حمد بجالا کہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ اپنی ہمکلامی کے ساتھ تجھے احمد پر ایمان عطا فرمایا اور اگر تو احمد پر ایمان نہ لاتا تو میرے گھر میں مجھ سے قربت بھی نہ پاتا، نہ میری جنت میں چین کرتا۔ اے موسٰی! تمام مرسلین میں سے جو کوئی احمد پر ایمان نہ لائے اور اسکی تصدیق نہ کرے اور اس کا مشتاق نہ ہو، اس کی نیکیاں مردود ہونگی اور اسے حکمت کے حفظ کرنے سے روک دُوں گا اور اس کے دل میں ہدایت کا نُور نہ ڈالوں گا اور اس کا نام دفترِ انبیاء سے مٹا دوں گا۔ اے موسٰی! جو لوگ احمد پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی وہی ہیں مُراد کو پہنچے ہُوئے اور میری تمام مخلوق میں جس نے احمد سے انکار کیا اور اس کی تکذیب کی وہی زیاں کار، وہی پشیمان، وہی ہیں غافل بے خبر" (تورات کی آیات کا ترجمہ ختم ہوا)

جن لوگوں کے دلوں میں حضورِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت جلوہ گر نہیں

ان کے قلوب پر توان آیات بیّنات کا مضمون نہایت درجہ شاق گزرے گا لیکن میں یہ اپنی طرف سے عرض نہیں کر رہا، خود اس قادر مطلق کا کلام پیش کر رہا ہوں جس نے اس ذاتِ گرامی صفات کو یہ عزّت اور جاہ وجلالت عطا فرمائی اور اپنے کرم خاص سے نوازا، یہ کتاب اللہ تورات شریف کی آیات ہیں اور جن کو نقل کرنے والے علّامہ فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے بزرگ ہیں جو ہم سے زیادہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنا کیسا گناہِ عظیم ہے۔ بلکہ قرآن کریم اس آیت شریف میں یہ مضمون موجود ہے۔

جو آیاتِ کریمہ اُوپر تلاوت کی گئیں ان میں حق جل مجدہٗ نے انبیاء کرام سے فرمایا کہ "لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ" "تم تو ضرور ضرور ان پر ایمان لانا"۔ جب تک دل میں محبت نہ ہو، ایمان کا حق ادا نہیں ہوسکتا اور محبت کا اظہار محبوب کی توقیر و تعظیم سے ہوتا ہے۔ اِسی لئے قرآنِ کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم کیلئے اِسی طرح ہدایت کی ہے:۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۔ (الفتح: ۹،۸)

تفسیر درمنثور میں ہے:۔

شاهدًا على امته وشاهدًا على الانبياء انهم قد بلغوا۔

(ترجمہ آیت) "ہم نے آپ کو بھیجا شاہد اور بشارت دینے والا (اللہ کی اطاعت کرنے والوں کو) اور ڈرانے والا (اُس کی نافرمانی کرنے والوں کو) (لوگو ان کو سردار بناؤ) ان کی تعظیم اور ان کی تفخیم اور تشریف و تعظیم کرو۔"

سیاق آیۃ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے معبوث کرنے سے جہاں یہ مقصود ہے کہ لوگ ہدایت پر آئیں وہاں آپ کی تعظیم و توقیر بھی ایک مقصودِ اصلی ہے۔ چنانچہ ایمان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرنا لازم کے تحت بیان

فرمایا یعنی تمہارے بھیجنے کی ایک غرض یہ ہے کہ لوگ ایمان لائیں تو اس کے ساتھ ہی دُوسری غرض یہ بھی ہے کہ آپ کی تعظیم و توقیر کریں۔ دُوسری آیت میں بطور حصر کے فرمایا کہ فلاح صرف انہیں لوگوں کے لئے ہے جو ایمان کے ساتھ اس محبُوب کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور جو نُور ان کے ساتھ بھیجا ہے اس کا اتباع کرتے ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (الاعراف : ۱۵۷)

ترجمہ : "سو جو لوگ اِس پر ایمان لائے اور اِس کی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور تابع ہُوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اُترا ہے، وہی لوگ پہنچے اپنی مُراد کو۔"

کیونکہ اہل بلاغت جانتے ہیں کہ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کی ترکیب حصر کیلئے ہے یعنی رستگاری اور نجات خاص انہیں کے لئے ہے جو ایمان کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر اور پیروی بھی کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام کے دلوں میں اتنی عظمت و ہیبت مستولی تھی کہ کوئی آنکھ بھر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر نظر نہ ڈال سکتا تھا اور کسی میں جرأت نہ تھی کہ بلا تکلف کوئی بات یا مسئلہ پوچھ سکتا، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق عظیم اس پایہ کا تھا کہ جس سے جانی دشمن بھی حلقہ بگوش ہو گئے اور وحشی صفت بیگانے مانوس ہو گئے۔ جہاں دیدہ لوگ جب صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر کرنے کو اور آپ کی اطاعت گزاری کو دیکھتے تو بلا تامل آپس میں کہتے کہ اس قسم کی تعظیم تو نہ کسی بادشاہ کی ہوتی دیکھی نہ کسی اور کی۔ چنانچہ حالتِ کُفر میں ایک صحابی کہتے ہیں کہ :-

"اے قوم ! خُدا کی قسم میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار

دیکھے ہیں۔ قیصر و کسرٰی اور نجاشی کی پیش گاہ میں گیا ہوں، مگر جسقدر
کہ اصحابِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی تعظیم کرتے ہیں کسی بادشاہ کی
تعظیم ایسی ہوتے نہ دیکھی۔ خدا کی قسم جب وہ چھنکتے ہیں تو سنک
لوگوں کی ہتھیلیوں میں گرتا ہے جس کو وہ لوگ اپنے مُنہ اور جسم پر
مل لیتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو غسالہ مُبارک لینے کیلئے
اس قدر صحابہ کا ہجوم ہوتا ہے اور ایک کے اُوپر ایک گرتا ہے۔
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اب جدال اور قتال کی نوبت پہنچ جائے گی۔
اور جب وہ کسی کام کا حکم کرتے ہیں تو اس کے بجالانے کے لئے
ہر شخص پیش قدمی کرتا ہے اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب کی
آواز پست ہو جاتی اور بوجہ تعظیم کے ان کو نظر جما کے کوئی دیکھ نہیں سکتا۔"

میں کہتا ہوں کہ یہ حضرات تو انسان تھے، حیوانات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
وہ عزّت و عظمت بھری ہوئی تھی جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے
ان کی سرکشی جاتی رہتی ہے۔ چنانچہ "مُواہبِ لدنیہ" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ کسی انصاری کے ہاں اونٹ تھا جس سے زراعت کو پانی دیا کرتے
تھے ایک بار وہ سرکش ہو گیا اور ایسا بگڑا کہ کوئی شخص بھی اس کے پاس نہ جا سکتا تھا
ان انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کی حالت بیان کی اور عرض کیا
کہ "زراعت اور نخلستان سُوکھے جارہے ہیں" ——— حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں
مع صحابۂ کرام کے تشریف لے گئے جہاں وہ اونٹ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف
بڑھے۔ انصاری نے عرض کیا، "حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ اونٹ دیوانہ ہو گیا ہے ہمیں
خوف ہے کہ کہیں آپ پر حملہ نہ کرے" ——— فرمایا، "مجھے اس سے کچھ اندیشہ
نہیں ہے" ——— جب اونٹ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، خود آگے بڑھ کر

سجدے میں گرا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشانی کے بال پکڑ لئے تو وہ ایسا مسخر و مطیع ہو گیا کہ شاید ہی کبھی ہوا ہو۔

یہ ایک ہی واقعہ ایک جانور کے مطیع ہونے اور سجدہ کرنے کا نہیں، متعدد واقعات ہیں اور بڑے عجیب عجیب ——— اسی کو دیکھ کر صحابہ نے عرض کیا تھا کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں ہم تو سجدہ کے زیادہ مستحق ہیں" ——— جس کے جواب میں ارشاد فرمایا "کسی انسان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ انسان کو سجدہ کرے۔"

صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت اونچا مرتبہ سمجھے ہوئے تھے اسی لئے تو سجدہ کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اندیشہ سے کہ کہیں مجھ کو خدا نہ کہنے لگیں، تواضع و انکسار کی وجہ سے اپنے کو انسانوں میں شامل کر کے تنبیہ فرما دی کہ "میں بھی منجملہ بندوں کے ایک بندہ ہوں۔" لیکن ہمارے لئے جائز نہیں کہ ان کو اپنا سا انسان سمجھیں، گو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بھائی کہا ہے مگر ہمارا یہ زہرہ نہیں کہ ہم ان کو بھائی کہنے لگیں ——— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بھائی کہہ کر ہمارا درجہ اس قدر اونچا کیا ہے کہ جو اپنی رفعت میں نہایت درجہ بلند ہے۔ اس قسم کی قدر افزائیوں کا لطف وہی لوگ جانتے ہیں جن کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص قسم کی نسبت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ ادا کرنے کے لئے اجازت چاہی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے کر فرمایا:

"اے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔"

وہ کہتے ہیں کہ "اس ارشاد نے مجھ میں اس قدر اثر کیا کہ اگر تمام روئے زمین میری ملک ہو جائے تو ان الفاظ کے مقابلے میں میرے نزدیک وہ کوئی چیز نہیں۔"

بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کوئی ایسی بڑی بات نہ تھا، صرف دُعا کے لئے فرمایا تھا لیکن اس کی وقعت کا اندازہ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کے دل سے دریافت کرو کہ تمام رُوئے زمین کی سلطنت ایک طرف تھی اور اس کلمہ کی شانِ دلربائی ایک طرف ـــــ یہاں سے صحابہ کرام کے قلب پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت تھی اس کا پتا چلتا کہ کس قدر تھی؟ ـــــ اس کے مقابل اس زمانے کے مسلمانوں کا حال ملاحظہ کریں کہ اس مقام تک پہنچ گئے جو کفار کہتے تھے۔

مَآ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۙ (یٰس: ۱۵)

یعنی تم ہمارے ہی مانند بشر ہو۔

معاذ اللہ ـــــ اور مولیٰ تعالیٰ جل مجدہٗ کا یہ حال ہے کہ بمقتضائے بشریت یا سادگی صحابہ کرام سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوجاتی جس میں شائبہ بے ادبی کا ہوتا تو ساتھ ہی قرآن کریم میں اس پر تنبیہ اور زجر و توبیخ نازل ہوجاتی، چنانچہ کسی صحابی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کسی بات میں آواز زور سے نکل گئی غیرتِ الٰہی نے جوش کیا اور عتاب نازل ہوگیا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ كَجَهۡرِ بَعۡضِكُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۝ (الحجرات: ۲)

یعنی "ایمان والو! نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آواز پر اپنی آوازیں بلند نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے پر آواز بلند کرتے ہو، کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔"

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر کہا کہ "اب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بات کروں گا، جس طرح کوئی راز کی بات کہتا ہے"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر آہستہ بات کرنے لگے کہ دوبارہ پوچھنے کی ضرورت ہوتی تھی ـــــ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو نہایت درجہ صدمہ ہوا یہاں تک کہ راہ میں بیٹھ گئے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ "ہائے سب اعمال اکارت ہوگئے" ـــــ

عاصم بن عدی کا اس طرف سے گزر ہوا، پوچھا کیوں روتے ہو؟ کہا کہ "مجھے خوف لگ رہا ہے کہ یہ آیت میری شان میں وارد ہوئی ہے اس لئے کہ میری آواز بلند ہے" ـــــ عاصم نے یہ واقعہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "ان کو بلاؤ" ـــــ جب وہ آئے تو نہایت شفقت سے پوچھا کہ "تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟" ـــــ عرض کیا کہ "یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم میری ہی آواز بلند ہے، مجھے ڈر ہے کہ یہ آیت میرے ہی حق میں نازل ہوئی ہے" ـــــ فرمایا کہ "کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ زندگی تمہاری پسندیدہ ہو اور تم شہید کئے جاؤ؟" ـــــ عرض کیا، "میں راضی ہوں، میں اب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پہ اپنی آواز بلند نہ کروں گا۔"

یہاں سے غور کیجئے مولیٰ تعالیٰ کو اتنی سی بے ادبی بھی گوارا نہیں اور اس کی سزا یہ مقرر فرمائی کہ ساری عمر کے اعمالِ صالحہ میٹ دیئے جائیں گے اور پھر ایسے حضرات کے کہ جن کے ایک عمل کے برابر ہماری تمام عمر کے اعمال نہیں پہنچتے، ان لوگوں کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیئے جو بکتے ہیں کہ "حضور ہمارے بھائی ہیں"۔ کیا دیکھا نہیں کہ جو عورتیں آپ کے حبالۂ نکاح میں آگئی ہیں اُن کو قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب: ۳۲)

یعنی "اے نبی کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی مانند نہیں ہو"۔

یہ ایک صہری اور سسرالی قرابت تھی جس پہ یہ ارشاد ہو رہا ہے اگر کسی قربت

کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دانستہ ہوتا تو البتہ والد بزرگوار کہنے کے لئے تو ایک وجہ تھی کیونکہ ازواجِ مطہرات کو حق تعالیٰ نے اُمّہات المؤمنین فرمایا ہے چنانچہ فرمایا:۔

وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب: ۶)

ترجمہ:۔ "اور آپ کی ازواج (مطہرات) ان کی مائیں ہیں"۔

باوجود اس کے حق تعالیٰ نے اس قرابت سے بھی نفی فرما دی جیسا کہ فرمایا:۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۠ (الاحزاب: ۴۰)

یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیّین ہیں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے"۔

یہاں "لٰکِنْ" حرفِ استدراک ہے جو کسی وہم کے دُور کرنے کے لئے آتا ہے اور مردوں کے باپ نہ ہونے میں تو کوئی وہم نہ تھا جس کو دُور کیا جاتا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وہم کو دُور کیا جا رہا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ وہم رسالت سے متعلق تھا تاکہ اُبُوّت و رسالت میں مناسبت ہو تو بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہر شخص کے نزدیک باپ کی وقعت اور رتبہ سب سے بُلند ہوتا ہے اس وجہ سے وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ پر نظر رکھتے ہُوئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بجائے والد کے سمجھتے ہوں گے۔ جب حق تعالیٰ نے باپ ہونے کی نفی کر دی تو اب یہ شبہ پیدا ہوا کہ "باپ سے زیادہ اور کیا مرتبہ ہوگا"۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ رسُول اللہ اور خاتم النّبیین کا مرتبہ نہایت بُلند تر ہے جو تمہاری عقل میں نہیں آسکتا۔ اس مرتبہ کی بُلندی کو تو اللہ تعالیٰ کے سپُرد کرو کہ وہ ہر شے کو خوب جانتا ہے تم صرف اتنا ہی جان لو کہ باپ کے مرتبے کو خاتم النّبیین کے مرتبے سے کوئی نسبت

ہی نہیں۔ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

فاق النبیین فی خلق و فی خُلق

ولم یدانوہ فی علم ولا کرم

آپ سب نبیوں میں خَلق اور خُلق میں فائق اور نہایت بڑھ کر تھے، آپ کا علم و کرم میں کوئی ہم پلّہ نہ تھا۔

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر

وانہ خیر خلق اللہ کلہم

علمی نُقطۂ نگاہ سے آپ بشر تھے، حالانکہ آپ سب خلقِ خُدا سے بہتر تھے

منزہ عن شریک فی محاسنہ

فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

(جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم) اس عیب سے پاک ہیں کہ اُن کی خوبیوں میں کوئی اُن کا بالذات شریک ہو بلکہ تمام خوبیوں کے آپ مستقل مالک ہیں (اوروں میں جو خوبیاں ہیں آپ ہی کی خوبیوں کا پرتو ہیں)

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ علیہ وسلم سے پُوچھا کہ "اوّل کیا شے پیدا ہوئی تھی ؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"اوّل حق تعالیٰ نے تیرے نبی کے نُور کو پیدا کیا پھر اس سے نُور پھیلایا اور اس سے لوح و قلم، عرش و کرسی، ملک و ملکوت، عالم و آدم پیدا کئے۔"

علامہ بوصیری کے مذکورہ شعر میں لفظ "جوہر" میں اس طرف لطیف اشارہ ہے کہ حقیقتِ حسن، عدمِ انقسام میں مثلِ جوہر فرد کے ہے کہ تقسیم نہ ہو سکے تو مطلب یہ ہوا

کہ آپ کے حُسن کی تقسیم نہیں کی گئی، دُوسروں پر صرف اس کا پَرتو پڑا ہے
ایک شاعر کہتا ہے :-

آنچہ اسبابِ جمال است رُخ خوب ترا
ہمہ بر وجہ کمال است کما لا یخفی

علامہ موصوف آگے فرماتے ہیں :-

دع ما ادعته النصارٰی فی نبیّهم
واحکم بما شئت مدحا فیه واحتکم

(جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام محاسن کے آپ ہی منبع ہیں) تو اس دعویٰ کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کیا ہے (کہ من جملہ تین خُدا کے ایک خُدا ہیں اس کو) تو چھوڑ دے، صرف ان کو افضل العباد سمجھ اور اس کے سوا، آپ کی مدح شریف میں جس وصفِ کمال کا تیرا دل چاہے حکم جازم لگا اور قطعی دعویٰ کر اور اس پر مستحکم رہ۔

پھر فرماتے ہیں :-

وانسب الی ذاته ماشئت من شرف
وانسب الی قدره ماشئت من اعظم

(جب تو نے جان لیا کہ باعثِ خلق عالم آپ ہی کی ذات ہے اور جو کمالات انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوتے ہیں آپ ہی کی ذات کے آفتابِ فیوض کا پرتو ہیں اور آپ ہی کے دریائے وجُود کا ایک قطرہ ہیں اور تجھ کو اجمالاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ ظاہری اور کمالِ باطنی پر آگاہی ہو گئی تو اب) آپ کی ذاتِ بابرکات کی طرف جو خوبیاں

(سوائے الوہیت کے ہوں)، تو جو تو چاہے منسوب کر وہ سب قابلِ تسلیم ہوں گی۔ اور آپ کی قدرِ عظیم کی طرف جو بڑائیاں تو چاہے منسوب کر دہ صحیح و درست ہوں گی۔

اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

فان فضل رسول اللہ لیس لہٗ
حد فیعرب عنہ ناطق بفم

(اور میرا یہ دعویٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ اور قدرِ منیف کی طرف جو خوبیاں اور بڑائیاں تو چاہے منسوب کر تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل کی کچھ حد نہیں کہ کوئی کہنے والا ان کو بذریعہ زبان کے ظاہر اور بیان کر سکے۔

یہ قصیدہ تو بہت لمبا ہے۔ میں نے تو صرف چند ہی اشعار کو لیا ہے جسے شوق ہو اسکو دیکھنے کا تو وہ ضرور اس کو دیکھے اور اپنے پاس رکھے بڑی برکت کی شے ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰینَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(تالیف ۱۹۶۴ء)

وہ دانائے سُبل، ختمُ الرسل، مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسٓ، وہی طٰہٰ

(اقبالؔ: بال جبریل ص۱۲)

فہرست مطبوعات۔ ادارہ مظہر اسلام۔ لاہور

نام کتاب	مصنف	صفحات	ڈاک ٹکٹ
مرحوم والدین کے حقوق	اڈیٹر ہفت روزہ "ہلال"	۱۲	۳روپے
تخصصات حضرت مسعود ملت	محمد عبد الستار طاہر	۷۲	۱۰روپے
بدعات	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۱۲	۳روپے
شرک و توحید	مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی	۱۲	۳روپے
تحدیث نعمت	مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی	۳۲	۶روپے
دو قومی نظریہ اور پاکستان	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۱۲	۵روپے
پیغام	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۱۲	۳روپے
تصرفات محمدیہ ﷺ	مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی	۲۴	۶روپے
تعظیم و توقیر	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۱۲	۳روپے
علم غیب	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۱۲	۴روپے
آئینہ حقائق	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۵۶	۲۰روپے
تذکرہ شاہ عبد الشکور	علامہ عالم فقری	۸	۳روپے
ناموس مصطفیٰ ﷺ	مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی	۱۲	۵روپے
پردہ کا شرعی حکم	مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی	۴۰	۱۵روپے
میثاق النبیین ﷺ	مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی	زیر طبع	
درود و دعا	مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی	زیر طبع	
معارف اسم محمد ﷺ	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	زیر طبع	
سفر نامہ مصطفیٰ	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	۴۰	
کل کے معمار	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	زیر طبع	
تصور پاکستان۔ ایک تحقیقی جائزہ	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	زیر طبع	
آداب خورد و نوش۔ حلال و حرام	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	زیر طبع	
سید العلما پیر سید مہر علی شاہ اور تحریک خلافت	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد	زیر طبع	
مواعظ مظہری	مفتی محمد مظہر اللہ شاہ دہلوی	زیر طبع	

شیخ الاسلام مفتی محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ

شاہی امام مسجد فتحپوری دھلی

نے یہ دعا عنایت فرمائی ہے جو صبح و شام پڑھی جائے تو اس کی برکت سے ہر وہ آفت جو آنے والی ہو ٹل جائے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

موجودہ حالات میں یہ چیز نہایت اہم ہے کہ قلب (دل) کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہر وقت متوجہ رکھا جائے۔ اس سے اطمینان قلبی نصیب ہوگا اور جملہ پریشانیاں انشاء اللہ رفع ہو جائیں گی۔ یہ دعا نہایت صدق دل کے ساتھ پڑھی جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِىْ وَدِيْنِىْ۔ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى اَهْلِىْ وَمَالِىْ وَوَلَدِىْ۔ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى مَا اَعْطَانِى اللّٰهُ۔ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِىْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّرِيْدٍ ○ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ اِنَّ وَلِـيِّ ـىَ اللّٰهُ الَّذِىْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ○

اوّل و آخر درود شریف پڑھیں۔